www.rahimia.org

بانی : حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ السَّعِید
مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ : حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

جنوری 2024ء / جمادی الاخریٰ/رجب المرجب ۱۴۴۵ھ • جلد نمبر 16، شمارہ نمبر 1 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبر شپ: 350 روپے

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- قرآن حکیم کا نزول؛ انسانیت کے لیے اللہ کی رحمت ہے
- دین پر استقامت کی اہمیت
- حضرت عبداللہ بن عوف الاشج رضی اللہ عنہ
- پاکستان میں غیر عادلانہ نظامِ اقتدار، ناہموار کھیل کا گھن چکر
- تدبرِ قرآن کے لیے تلاوتِ قرآن حکیم کی فضیلت
- خلافتِ بنوعباس کے ساتویں خلیفہ: ابوجعفر عبداللہ مامون الرشید
- سٹاک ایکسچینج کا جادو
- روسی صدر وِلادی میر پیوٹن کا ہنگامی دورۂ مشرقِ وسطیٰ
- حکمتِ قرآن، اہمیتِ حدیث، فقاہت اور صحبتِ صالحین
- آفاقی اُصولوں پر عمل درآمد میں نظام کی ضرورت و اہمیت
- اہلِ یہود کے علما پر لعنت کی وَجہ
- برعظیم پاک و ہند میں حکمتِ قرآن کا تاریخی تسلسل
- امام العلما مولانا عبدالباری اَنصاری فرنگی محلیؒ
- ہدیۂ عقیدت برائے حضرت آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
- تقریبِ تکمیل دورۂ تفسیر، صحیح بخاری شریف و رُونمائی کتاب
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ
مسند نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

(رہنماؤں کو ذاتی نفع و نقصان کے خیال سے بالاتر ہوکر کام کرنا چاہیے)

فرمایا: ''(خدمتِ دین کے) اس راستے میں (یکسوئی سے) جس نے لگنا ہو، وہ اپنے (ذاتی) نفع و نقصانِ دُنیوی سے بے پرواہ ہوکر لگے۔ خصوصاً وہ لوگ جن کے متعلق یہ اُمید (اور صلاحیت نظر آتی) ہو کہ ان سے لوگوں کی (دینِ حق کے شعبوں میں) ہدایت (رہنمائی و قیادت) کا کام لیا جاسکے گا۔ ان کو مشائخِ (طریقت) تمام دیگر مشاغل اور دُنیوی نفع نقصان کے خیال سے بھی الگ رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

ہاں! یہ (ذمہ داری) سب (افراد) کے لیے نہیں، کیوں کہ (کئی لوگوں نے تمدنی تقاضوں کے لیے) دنیا (کے کام کاج) میں بھی رہنا ہے''۔

(۹؍رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/ 7؍اگست 1946ء، مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 127، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

قرآن حکیم کا نزول انسانیت کے لیے اللہ کی رحمت ہے

گزشتہ آیت (البقرہ: 104) میں مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ وہ یہودیوں سے متأثر ہوکراُن کی زبان مت بولیں اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں ''راعِنا'' کی طرح کے ذو معنی جملے نہ استعمال کریں۔ نبی اکرم ﷺ کو ایذا دینے والی باتیں نہ کہیں، بلکہ پوری توجہ سے آپؐ کی طرف متوجہ ہوں اور صرف آپؐ سے ہی احکاماتِ الٰہیہ حاصل کریں۔ وہی علم کا اصل مرکز اور منبع ہیں، انھیں توجہ سے سنیں اور اُس کے مطابق عمل کریں۔

اس آیت (البقرہ: 105) میں گزشتہ آیت کی مزید وضاحت کی جارہی ہے اور بتلایا جارہا ہے کہ مشرکینِ مکہ اور یہودی آپؐ پر نازل ہونے والے احکامات کو کسی طور پسند نہیں کرتے، لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ کتابِ مقدس قرآن حکیم کی صورت میں اللہ نے جو رحمت اور فضل نازل فرمایا ہے، اُس کی عظمت کو سمجھیں اور اُس پر عمل کریں۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ (دل نہیں چاہتا ان لوگوں کا جو کافر ہیں اہلِ کتاب میں اور نہ مشرکوں میں): نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے زمانے میں جزیرۃ العرب میں دو گروہ تھے: ایک مشرکینِ مکہ، جو اپنے آپ کو کعبہ کے پاسبان اور حج جیسی عبادت کے انتظام کرنے کی وجہ سے اپنے مسخ شدہ علم وفکر، سیاسی اور معاشی نظام کو بالادست سمجھتے تھے۔ انھوں نے جو سودخوری اور سیاسی ظلم وستم کا نظام قائم کر رکھا تھا، وہ اُسی کو حتمی اور قطعی سمجھتے تھے۔ کسی اَور تعلیم کے نزول کو پسند نہیں کرتے تھے۔

دوسرا گروہ جزیرۃ العرب میں اُن یہودیوں کا تھا، جو مدینہ میں رہتے تھے اور تحریف شدہ تورات اور تبدیل شدہ موسوی تعلیمات رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو علمی، فکری، سیاسی اور معاشی حوالے سے بالاتر سمجھتے تھے۔ اور وہ نبیٔ آخرالزمان کو بنی اسرائیل میں ہی پیدا ہونے والا مانتے تھے۔ ان کی اس حیثیت کو مدینہ میں بسنے والے عرب قبائل؛ اَوس اور خزرج وغیرہ ایک طویل عرصے سے قبول کیے ہوئے تھے۔

ایسے میں جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو ان دونوں گروہوں کو اپنا سیاسی اور معاشی اقتدار اور مزعومہ علم وفکر کی بالادستی خطرے میں پڑتی ہوئی نظر آئی۔ یہ دونوں طبقات بالکل پسند نہیں کرتے تھے کہ انسانیت کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی صحیح علم وفکر نازل ہو۔ اور انسانیت ان کے ظلم واستبداد اور ناقص تعلیمات کے دائرے سے باہر نکل پائے۔ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ:

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ (اس بات کو کہ اُترے تم پر کوئی نیک بات تمھارے ربّ کی طرف سے): مسلمانوں سے کہا جارہا ہے کہ یہود اور مکہ کے مشرک اس بات کو کسی طور پسند نہیں کرتے کہ تمھارے ربّ کی طرف قرآن نازل ہوا اور اسلام کی تعلیمات — جو سراسر خیر ہیں — تمھیں حاصل ہوں۔ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب کی سب سے بڑی رحمت یہ ہوئی ہے کہ ''بنیان مرصوص'' (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) کی طرح ایک ایسی جماعت تیار ہوگئی، جو پوری طرح منظّم ہوکر جزیرۃ العرب میں انسانیت کی بھلائی کا فکر عام کررہی ہے۔ اس جماعت کا مقصد یہ ہے کہ دین کے غلبے کا سیاسی نظام بنائے اور انھیں ظلم وستم سے نجات دلا کر معاشی عدل وانصاف اور انسانی خیرخواہی کا نظام بنائے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے کہ جب ایک منظّم جماعت وجود میں آئے۔

اب مشرکینِ مکہ اور یہودِ مدینہ نہیں چاہتے کہ تم پر نازل کی گئی قرآنی تعلیمات کی اَساس پر کوئی منظّم جماعت وجود میں آئے۔ اس لیے جماعت میں منافقت کو فروغ دینے کے لیے یہ دونوں گروہ سرگرمِ عمل ہیں۔ اور بعض سادہ لوح مسلمانوں کو ایسے جملے ''راعنا'' وغیرہ سکھاتے ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کو ایذا دینے کا باعث ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح ذو معنی جملے بول کر جماعت میں افتراق وانتشار پیدا کریں اور ناسمجھ لوگ بغیرِ علم وفکر اور فہم کے اُن کی اتباع کرنے لگیں۔ اب اگر تم سمجھ چکے ہو کہ اُن کا بنیادی مقصد تمھارے درمیان انتشار پھیلانا ہے تو اُن کی مشابہت اختیار کرنے سے بچو۔ اسی لیے مسلمانوں کو مشرکینِ مکہ اور یہود کی مشابہت سے روک دیا گیا۔ چناں چہ بہت سی حدیثوں میں ''خالِفُوا الیَهُودَ'' (یہود کی مخالفت کرو) (سنن ابوداؤد: 652) کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ اُن کے شرّ اور فتنے سے مسلمانوں کی جماعت کو محفوظ رکھا جائے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (اور اللہ خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے): اللہ تبارک وتعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے۔ اُس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ انسانیت پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم اور مسخ شدہ ادیان و مذاہب کی گمراہیوں سے انسانوں کو نجات دلائے۔ کتابِ مقدس قرآن حکیم کی شکل میں ایسی ہی رحمت نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا نزول جس پر چاہے کرتا ہے۔ یہودیوں کی خواہشات پر بنی اسرائیل میں نبی آخرالزمان نہیں آئے، نہ ہی یہ رحمت مکہ یا طائف کے کسی سردار پر نازل ہوئی ہے۔ دوسری جگہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''اور کہتے ہیں کہ: کیوں نہ اُترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں (مکہ وطائف) میں کے؟ کیا وہ بانٹتے ہیں تیرے ربّ کی رحمت کو؟'' (43-الزخرف: 32) بلکہ یہ رحمت صرف نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اور اللہ بڑے فضل والا ہے): اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ اُس نے نبی اکرم ﷺ پر کتابِ مقدس قرآن حکیم نازل کی اور آپؐ کے ذریعے سے ایک ایسی سچی جماعت تیار کی، جو قرآنی تعلیمات کو پوری طرح سمجھ کر انسانیت کی بھلائی کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کام کررہی ہے۔ مشرکینِ مکہ کی تمام ریشہ دوانیوں اور مسخ شدہ یہودی تعلیمات اور غضب کے مستحق بنی اسرائیل کی مسلسل سازشوں اور حکم عدولی کے باوجود ہر گزرتے دن کے ساتھ مدینہ منورہ میں اس کی طاقت بڑھتی ہی چلی جارہی ہے، یہاں تک کہ مسلمانوں کی جماعت اپنی عسکری طاقت اور قوت بھی جنگِ بدر میں منوا چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدر میں آپؐ کی بڑھتی ہوئی سیاسی طاقت وقوت کو دیکھ کر مدینہ کے بہت سے لوگ بہ ظاہر مسلمان ہوئے، گو اُن کے دلوں میں منافقت موجود تھی، جیسا کہ احادیث (صحیح بخاری: 4566) میں وارد ہوا ہے۔

www.rahimia.org

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

دین پر استقامت کی اہمیت

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَقَفِيِّ – رضی اللّٰہ عنہ – قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْ لِّيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلاً لَّا اَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ. (وَفِي حَدِيْثِ أَبِيْ اُسَامَةَ غَيْرَكَ) قَالَ ﷺ : "قُلْ! "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ"، ثُمَّ اسْتَقِمْ!".

(صحیح مسلم، حدیث:159)

(حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ آپ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی نصیحت فرمائیں کہ آپؐ کے بعد کسی اَور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو کہہ: ''میں اللہ پر ایمان لایا''، پھر اس بات پر جم جا!''۔ ابواُسامہ کی روایت میں ہے: ''آپ کے سوا کسی سے''۔)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے دُنیوی اور اُخروی کامیابی کی مختصر ترین نصیحت ارشاد فرمائی ہے۔ اس نصیحت کے دو پہلو ہیں: 1۔ مؤمن کا صدقِ دل کے ساتھ اللہ پاک کے نازل کیے ہوئے نظریے اور فکر پر پختہ ایمان و یقین رکھنا اور 2۔ دوسرا یہ کہ اُس نظریے کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل میں لانے کے لیے پوری استقامت کے ساتھ جدوجہد اور کوشش کرنا۔ جو کچھ نبی اکرم ﷺ انسانیت کی دُنیوی اور اُخروی کامیابی کے لیے دینِ حق کی تعلیمات لے کر آئے ہیں، اُسے غالب کرنے کے لیے جم کر کام کرنا۔ اس میں کسی طرح کی سستی اور کاہلی نہ اختیار کرنا۔

ایسی صورت میں وہ عبادات کا پابند ہو جاتا ہے، جو اُسے جھوٹ، بددیانتی، دھوکہ، فریب، لالچ، دُنیا پرستی اور ظلم و ناانصافی سے محفوظ کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ یوں عبادات کے اَثرات کے نتیجے میں اس کے اَخلاق سنور جاتے ہیں۔ اور وہ زندگی کے تمام امور میں حکمِ الٰہی کو پیشِ نظر رکھ کر زندگی گزارتا ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کے نتیجے میں انسان دین کو معاشرے میں نافذ اور غالب کرنے کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ یہ ایمان اس کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ اس کے عملی اَثرات و نتائج پورے معاشرے میں ظاہر ہونے چاہئیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ کمربستہ ہو جاتا ہے اور معاشرے میں دین کے نفاذ کو اپنا لازمی فریضہ سمجھتا ہے اور غلبۂ دین کے لیے ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے۔ ظلم کے خاتمے، نظامِ عدل کے قیام، معاشی مساوات، سیاسی استحکام، سماجی یگانگت اور مذہبی رواداری کے اُصولوں کو معاشرے میں نافذ کرنے کے لیے یکسو ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے وہ کسی قسم کے خوف و خطر اور ملامت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اللہ کی محبت اور اس کی رضا کی خاطر وہ بھرپور جدوجہد کرتا ہے اور دنیا کی کسی بھی طاقت کا خوف دل سے نکال دیتا ہے۔ اس کا یہ طرزِ عمل دنیا اور آخرت کی زندگی میں کامیابی اور اللہ کے ہاں سرخروئی کی صورت میں نتیجہ خیز ہو جاتا ہے اور وہ کامیاب انسان قرار پاتا ہے۔ کامیاب انسان وہ ہے، جو ایمانی نظریے کے ساتھ پوری استقامت کے ساتھ دین کے غلبے کے لیے کام کرے۔

صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت عبداللہ بن عوف الاشج رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عوف الاشج رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے ''عبدالقیس'' کے سردار، انتہائی ذہین اور متین مضبوط شخصیت کے حامل تھے۔ آپؓ کا تعلق عرب کے مشرقی قبائل سے تھا، جو بحرین کے علاقے میں سکونت پذیر تھے۔

دینِ حق کے اظہار کے بعد عرب کے سلیم الفطرت لوگ متوجہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ اور آپؐ کی اجتماعی تحریک سے آگہی کے لیے اقدامات کیے گئے۔ حضرت عبداللہؓ بھی دینِ حق کو قبول کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے ہجرت کے سال اپنا وفد مکہ میں بھیجا اور رہنمائی لے کر دین کو دلی طور پر قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے اس وفد سے متعلق فرمایا کہ: ''ایک وفد آ رہا ہے اور انھوں نے بغیر کسی جبر و اکراہ کے اپنی فطری سلامتی و عقل سے دین قبول کیا ہے''۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد حضرت عبداللہ الاشجؓ اپنے وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے۔ اس سے پہلے بحرین کے گورنر کو رسول اللہ ﷺ نے حکم بھیجا تھا کہ 20 سمجھ دار لوگ منتخب کر کے مدینہ بھیجے جائیں، تاکہ عرب کی مثبت قوتوں کو دینِ حق کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے اور دین کے غلبے کے اگلے اقدامات کی منصوبہ بندی کی جائے۔ اسی سلسلے میں بحرین کا یہ وفد مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور عبداللہ الاشجؓ بھی انھیں لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ اس وفد کے قائد اور اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ جب یہ وفد مدینہ پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''**مرحبًا بهم! نعم القوم عبد القيس!**'' (بہت اچھی قوم عبدالقیس کے وفد کو خوش آمدید!)۔

آپؐ نے پوچھا تم لوگوں میں سے عبداللہ کون ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا: میں! فرمایا: ''آدمی کو دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے: اوّل زبان، دوم دل''۔ نیز فرمایا: ''اے عبداللہ! تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں: اول: حلم اور بُردباری، دوم: وقار اور صاحبِ عزت''۔ آپؓ نے عرض کیا: یہ خصلتیں مجھ میں پیدا ہو گئی ہیں یا میری فطرت میں تھیں؟ حضورؐ نے فرمایا: ''تمھاری جبلت میں تھیں''۔ اس پر آپؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ الاشجؓ آپؐ کے قریب قریب رہتے تھے اور آپؐ بھی ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے تھے۔ آپؓ حضورؐ سے دین اور فقہ کے بہت سے اہم مسائل کی تعلیم سوالات کے ذریعے حاصل کرتے۔ جب مجلسِ نبویؐ سے فارغ ہوتے تو حضرت اُبَیؓ بن کعبؓ –جو قرآن حکیم کے ماہرین میں سے تھے– کی مجلس میں بیٹھ کر ان سے مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے، ان سے قرآنی تعلیمات حاصل کرتے اور کسبِ فیض کرتے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو بارہ اَوقیہ سے زیادہ چاندی بہ طورِ ہدیہ عطا کی اور اسی طرح اس وفد کے دیگر ارکان کو بھی اعزازات سے نوازا اور ان کو واپس اپنے علاقوں میں جا کر دینی و اجتماعی کردار ادا کرنے کی رہنمائی عطا فرمائی۔

www.rahimia.org

پاکستان میں غیر عادلانہ نظامِ اقتدار
ناہموار کھیل کا گھن چکر

سن دو ہزار چوبیس کا آغاز ہو چکا، سال کا ایک اَور سنگِ میل ہم عبور کر چکے، لیکن ملکی سیاست کا مَطلَع ابھی تک دُھواں آلود اور دھنستی دلدل کی مانند ہے۔ گویا سال تو بدلا ہے، لیکن ہمارے اربابِ اقتدار اور سیاسی پنڈتوں میں بدلاؤ کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اگرچہ 8 رفروری 2024ء کے الیکشن شیڈول نے پاکستان میں ڈرائنگ رومز کی سیاست کی رونقیں بحال کر دی ہیں، لیکن بے یقینی کے بادل منڈلا رہے ہیں اور پورا ماحول مخمصوں کا شکار ہے کہ کسی بھی وقت کوئی اَن ہونی ہو سکتی ہے۔

الیکشن شیڈول جاری ہونے کے بعد نگران حکومتوں (یعنی جو نظام کے منشا کے مطابق آئینی مدت سے ماورا کام کر رہی ہیں)، اور ان کے سرپرستوں کی طرف سے منصفانہ الیکشن کی یقین دہانی اس نظام میں معمول کی بے معنی بات ہے۔ اسی طرح دوسری طرف سے موجودہ سیٹ اپ پر عدمِ اعتماد کے اظہار کے بعد اسی نظام سے منصفانہ الیکشن کی خواہش کو پیدائشی کالے کوّے کو اپنی خواہش سے سفید دیکھنے کی آرزو کے سوا کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔ پاکستان کی چھہتر سالہ تاریخ میں اب تک ہونے والے الیکشنز میں سے کبھی بھی کوئی الیکشن منصفانہ بنیادوں پر نہیں ہوا، بلکہ ہر بار دھاندلی کی پیشگی منصوبہ بندی کی جاتی رہی ہے اور اقتدار پر قابض قوتیں اپنے مستقبل کے عزائم کو اپنے من پسند نتائج کے ذریعے بروئے کار لانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہی ہیں۔ اس لیے اس بار بھی ماضی کی طرح منصفانہ الیکشن کی دُہائی دینا 'صدا بہ صحرا' ہے۔

اقتدار میں پاؤں پسارے بیٹھا طاقت ور حلقہ یا ان کی ڈوریاں ہلانے والی عالمی قوتیں ہمیشہ ہی طاقت اور قانون کو مخصوص طریقۂ کار کے تحت اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی رہی ہیں، لیکن اس بار تو تکلف برطرف ایک مخصوص پارٹی پر نظام اور اس کی موجودہ حلیف پارٹیوں کے اتحاد نے کھلے عام دھاوا بولا ہوا ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے تازہ اعلان کے مطابق ملک میں اس وقت 175 سیاسی پارٹیاں رجسٹرڈ ہیں، لیکن اس کی نظر میں صرف ایک جماعت کے انٹراپارٹی الیکشن پر اعتراض کے ذریعے اس کا انتخابی نشان چھیننا قانونی اور باقی کے لیے چشم پوشی معتبر ٹھہری کہ جیسے چاہو اپنے اپنے لیڈر منتخب کر لو۔ حال آں کہ سوال یہ ہے کہ گزشتہ 76 سالہ ملکی تاریخ میں کسی سیاسی پارٹی کے اِنٹرا پارٹی الیکشن جمہوری اور منصفانہ ہوئے ہیں؟ (ہمیں یہاں یاد آیا کہ 76-1975ء میں علما کی ایک سیاسی جماعت کے پنجاب کے جنرل سیکرٹری کے انتخابات میں دھاندلی کرتے ہوئے سیاسی تجربہ رکھنے والے عالمِ دین حضرت مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانی کے مقابلے پر ایک وکیل کو کامیاب کرانے کے لیے ووٹر لسٹ میں موجود تعداد سے زیادہ ووٹ ڈالے گئے اور شمار کیے گئے تو اس جماعت کی اعلیٰ مرکزی شخصیت نے اظہارِ شرمندگی کے بجائے اسے ''ووٹوں میں برکت'' سے تعبیر کر کے سندِ قبولیت عطا کی اور اس کے بعد سے ''برکت'' کا یہ عمل مرکزی سطح پر بھی سکۂ رائج الوقت بن چکا ہے۔)

توشہ خانہ کے مالِ مفت پر جس بے رحمی سے حکمران سیاست دانوں سمیت ایلیٹ کلاس کے تمام حصوں نے ہاتھ صاف کیے ہیں، وہ ایک ہوش رُبا داستان ہے۔ کرپشن کی اس دیگ میں سے ایک چنیدہ کیس کے بارے میں جو انتظامی اور عدالتی ناٹک لگا ہوا ہے، وہ بھی نظامِ وقت کے دھندے کو سمجھنے کی ایک مثال ہے۔ اسی کے ساتھ اقتداری کھیل کے تحت جس طرح سیاسی مقدمات کی بھرمار نظر آتی ہے، اس سے یہ تو کوئی راز نہیں رہا کہ پاکستان میں قوانین کی منظوری کا مقصد ایک طرف اشرافیہ کے جرائم کا تحفظ ہوتا ہے، جیسا کہ پی ڈی ایم کی بھان متی حکومت نے اپاہج پارلیمان کے ذریعے قانون سازی کی تھی، اسی طرح موجود قوانین اور سرکاری مشینری کو اپنے مخالفین سے اپنی شرائط منوانے کے لیے بلا لحاظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ پچھلے دورِ حکومت میں دیکھا گیا۔

شفاف الیکشن اور ہموار میدان فراہم کرنے کے دعوؤں کے ساتھ عدالتی عملے کے بجائے حکومتی مشینری کو ریٹرننگ افسران بنا دینا، مخالف اُمیدواروں کو کاغذات جمع نہ کروانے دینا، ان سے نامزدگی کاغذ چھیننا، تصدیق و تائید کنندگان کو اغوا کروانا، ان کے گھروں اور کاروبار پر چھاپوں کے ذریعے ہراساں کرنا، سکروٹنی میں کاغذات کو ردّ کرنا، الغرض! متعلقہ قانونی تقاضوں کے حوالے سے ایسے ایسے تاخیری حربے استعمال کرنا کہ جس سے اس آخری وقت میں فریقِ مخالف کے ہاتھ سے چیزیں نکل جائیں اور وہ بے بس ہو جائے! اور پھر یہ سب کچھ نظام کے اداروں؛ پولیس، ضلعی انتظامیہ، ماتحت عدلیہ، خفیہ ایجنسیز اور جیل کے عملے کے ہراول دستے کے ذریعے روبہ عمل ہو رہا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس ملک کے فرسودہ سسٹم کو چلانے کے لیے بددیانت اور کرپٹ مافیا کا کردار کس قدر گھناؤنا ہو چکا ہے۔ اگر اس مار دھاڑ کے بعد الیکشن کے دست یاب نتائج سے کوئی حکومتی ڈھانچہ کھڑا کر بھی لیا جاتا تو یہ نہ صرف پاکستان کے متنازع ترین الیکشن کہلائیں گے، بلکہ ایسے الیکشن کے ذریعے ملک میں سیاسی و سماجی عدمِ استحکام کے سائے مزید گہرے ہو جانے کے اندیشے بے جا نہیں ہیں۔ تادمِ تحریر نظام کے بزرجمہر ایک بیمار شخص کو کلائی سے پکڑ کر انتخابی معرکے کا دریا عبور کروانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود درآمد کیے گئے لیڈر کے حلق میں اقتدار کا لقمہ اس طرح پھنس چکا ہے کہ نہ نگلے بنے، نہ اُگلے۔ وہ، اس کا خاندان اور اس کے اُمیدوار 'غلامان' خوف زدہ حالت میں اپنے نامزدگی کاغذات جمع کروانے کے لیے ایسے حلقوں کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں، جہاں انھیں الیکشن کے گہرے سمندر میں کسی ماہر تیراک کا سہارا مل سکے۔

یہ لوگ الیکشن میں عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے بجائے غالب قوتوں کی طرف دیکھ رہے ہیں اور اپنی اوقات سے زیادہ سیٹوں کی اُمیدیں باندھے بیٹھے ہیں۔ اور سابق حکمران اتحاد کا ایک بہت بڑا حصہ تو عوامی رائے عامہ کو ہموار کرنے کے بجائے ''ساڈی گل ہوگئی اے'' (طاقت کے مرکز سے اقتدار میں شراکت کی ہماری بات ہِوگئی ہے) کے سلوگن پر تکیہ کیے بیٹھا ہے۔ اسی لیے اس الیکشن پر ''لاڈلے کی سلیکشن'' کی پھبتی کَسی جا رہی ہے۔ مخصوص شخصیات اور پارٹیوں پر نظام کی طاقت ور قوتوں کا دستِ انتخاب کوئی اَن ہونی بات نہیں۔ پاکستان میں پارٹیوں کی ایک طویل فہرست ہے، جنھیں بہ وقتِ ضرورت پیدا کیا گیا اور استعمال کیا گیا، جیسا کہ اس بار بھی نئی اور پُرانی بہت سی پارٹیوں کی پیٹھ تھپکی جا رہی ہے۔ (بقیہ: صفحہ 12 پر)

www.rahimia.org

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

تدبُّرِ قرآن کے لیے تلاوتِ قرآن حکیم کی فضیلت

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰهِ البالِغه'' میں فرماتے ہیں:

''عام لوگوں پر یہ بات آسان نہیں ہے کہ وہ گہرے فکر و تدبر اور مراقبے کے لیے فارغ ہوں اور اُس کے نتائج کو ہمہ وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھ سکیں۔ ایسی صورت میں لازم ہے کہ ظاہری اعمال کی کچھ ''اشباح'' اور شکلوں کو مقرر کیا جائے، جن میں آیاتِ الٰہی میں غور و فکر کی تمام اقسام ترتیب وار موجود ہوں۔ اور ایسے ''ہیکل''، ڈھانچے اور عملی نظام بنائے جائیں، جن میں غور و فکر اور مراقبے کی روح پھونک دی جائے، تاکہ عام لوگ اُن ظاہری شکلوں اور اُس نظام پر عمل کر سکیں۔ اُن کے سامنے انھیں بیان کیا جائے اور وہ اپنی استعداد کے مطابق اُس سے فائدہ اُٹھائیں۔

اس کے لیے نبی اکرم ﷺ کو ایسا قرآن حکیم عطا کیا گیا، جو غور و فکر کی ان تمام اقسام کا جامع ہے۔ نیز قرآن ہی کی مقدار کے مطابق احادیث آپؐ کو دی گئیں۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ کے لیے ان دونوں قرآن و حدیث میں سابقہ اُمتوں کو دی گئیں تمام باتیں جمع کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔

(تلاوتِ قرآن حکیم کی ترغیب اور اُس کی فضیلت)

چناں چہ عام لوگوں کے لیے حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ اُنھیں قرآن حکیم کی تلاوت کی ترغیب دی جائے اور اس کی فضیلت بیان کی جائے۔ نیز آیات اور سورتوں کی فضیلت بیان کی جائے۔ چناں چہ نبی اکرم ﷺ نے تلاوتِ قرآن کی ترغیب کے لیے:

(1) آیاتِ قرآنیہ سے جو معنوی فائدہ حاصل ہوتا ہے، اُسے عربوں کے نزدیک سب سے زیادہ نفع بخش ''نَاقَةٌ كَوْمَاءُ'' (بڑے کوہان والی اونٹنی) کے مخصوص فائدے کے ساتھ تشبیہ دی، یا آپؐ نے ''خِلْفَةٌ سَمِيْنَةٌ'' (موٹی حاملہ اونٹنی) سے تشبیہ دی، تاکہ قرآن حکیم سے حاصل ہونے والی معنویت کی تصویر اور تمثیل عوام کے سامنے آ جائے۔ (مکمل احادیث درجِ ذیل ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ روزانہ صبح بطحان یا عقیق (کی وادی) میں جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے دو ''نَاقَةٌ كَوْمَاءُ'' (بڑے بڑے کوہانوں والی اونٹنیاں) لائے؟'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سب کو یہ بات پسند ہے آپؐ نے فرمایا: ''پھر تم میں سے صبح کوئی شخص مسجد میں کیوں نہیں جاتا کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں سیکھے، یا ان کی تلاوت کرے، تو یہ اس کے لیے دو اونٹنیوں (کے حصول) سے بہتر ہے۔ اور یہ تین آیات تین اونٹنیوں سے بہتر اور چار آیتیں اس کے لیے چار سے بہتر ہیں اور (آیتوں کی تعداد جو بھی ہو) اونٹوں کی اتنی تعداد سے بہتر ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، حدیث:1873)

نیز آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ (باہر سے) اپنے گھر واپس آئے تو اس میں تین ''خِلْفَةٌ سَمِيْنَةٌ'' (بڑی فربہ حاملہ اونٹنیاں) موجود پائے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپؐ نے فرمایا: ''تین آیات جنھیں تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھتا ہے، وہ اس کے لیے تین بھاری بھرکم اور موٹی تازہ حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں''۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، حدیث:1872)

(2) آپ ﷺ نے تلاوت کرنے والے کو ملائکہ سے تشبیہ دی ہے۔ (آپؐ نے فرمایا: ''قرآن مجید پڑھنے کا ماہر اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار انتہائی معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو انسان قرآن مجید پڑھتا ہے اور ہکلاتا ہے اور وہ (پڑھنا) اس کے لیے مشقت کا باعث ہے، اس کے لئے دو اجر ہیں''۔ (صحیح مسلم، حدیث:1862)

(3) آپ ﷺ نے قرآن حکیم کے ہر ہر حرف پڑھنے کا اجر بیان فرمایا ہے۔ (آپؐ نے فرمایا: ''جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا، اُسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھا دی جائے گی۔ میں نہیں کہتا ''الٓمّ'' ایک حرف ہے، بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے، ''لام'' ایک حرف ہے اور ''میم'' ایک حرف ہے''۔ (جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن، حدیث:2910)

(4) آپ ﷺ نے قرآن حکیم پڑھنے والے لوگوں کے مختلف درجات بیان کیے۔ اور اُن کی مثال ''اُترُجَّة'' (سنگترے)، التّمرة'' (کھجور)، ''حنظلة'' (اندرائن) اور ''الرّيحانة'' (خوشبودار کڑوے پھول) سے دی ہے۔ (آپؐ نے فرمایا: ''اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، سنگترے جیسی ہے، جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے۔ اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی، لیکن مزہ میٹھا ہوتا ہے۔ اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، پھول جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے، لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے، جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔) (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث:5020)

(5) آپ ﷺ نے قیامت کے دن قرآنی سورتوں کی جسمانی تمثیل بیان کی ہے کہ وہ سورتیں نظر بھی آئیں گی اور انھیں چھوا بھی جا سکے گا اور وہ اُن سورتوں کے پڑھنے والی کی طرف سے جھگڑا بھی کریں گی۔ (آپؐ نے فرمایا: ''قرآن پڑھا کرو! کیوں کہ وہ قیامت کے دن اصحابِ قرآن (حفظ و قرأت اور عمل کرنے والوں) کا سفارشی بن کر آئے گا۔ دو روشن چمکتی ہوئی سورتیں: البقرہ اور آلِ عمران پڑھا کرو! کیوں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے وہ دو بادل یا دو سائبان ہوں، یا جیسے وہ ایک سیدھ میں اُڑتے پرندوں کی وہ ڈاریں ہوں، وہ اپنی معیت میں (پڑھنے اور عمل کرنے) والوں کی طرف سے دفاع کریں گی۔ سورہ بقرہ پڑھا کرو! کیوں کہ اسے حاصل کرنا باعثِ برکت اور اسے ترک کرنا باعثِ حسرت ہے اور باطل پرست اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، حدیث:1874)

(أبواب الإحسان، باب: 3، بقيّةُ مَباحث الإحسان)

www.rahimia.org

اسلامی دور کی ناقابلِ فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

خلافتِ بنوعباس کے ساتویں خلیفہ؛ ابوجعفر عبداللہ مامون الرشید

مامون الرشید کے بارے میں مؤرّخین کی متفقہ رائے ہے کہ تمام خلفائے بنوعباس میں سے کوئی خلیفہ دانائی، بُردباری، علم وحکمت، عزم، شجاعت، عالی حوصلگی وفیاضی ایسے اَوصاف میں ان سے بڑھ کر نہیں تھا۔ مامون کا یہ قول بے جا نہ تھا کہ: ''حضرت معاویہؓ کو حضرت عَمرو بن العاصؓ کا تعاون حاصل تھا اور عبدالملک بن مروان کو حجاج بن یوسف کا اور مجھ کو خود اپنا''۔ یعنی ان کو اپنے اوپر اس قدر بھروسہ تھا۔ ان کے والد ہارون الرشید اکثر کہا کرتے تھے کہ: ''میں مامون میں منصور کا عزم، مہدی کی خدا پرستی اور ہادی کی شان و شوکت پاتا ہوں''۔ ان اوصاف پر اگر اس کے عفو و اِنکسار، سادگی اور بے تکلفی جیسے اَخلاق کا اضافہ کریں تو اَفضلیت کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

مامون الرشید کی وِلادت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ مؤرّخین لکھتے ہیں کہ جس رات ان کی ولادت ہوئی، اس رات ایک خلیفہ (ہادی) کی وفات ہوئی۔ دوسرے خلیفہ (ہارون الرشید) کی تخت نشینی ہوئی اور تیسرے خلیفہ (مامون الرشید) عالمِ وجود میں آئے۔ مامون الرشید کی تعلیم وتربیت کا بڑے اہتمام سے آغاز ہوا۔ قرآن حکیم اور صَرف ونحو کی تعلیم کے لیے اس وقت کے معروف اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس دور کے نحو کے مشہور عالم امام علی بن حمزہ کسائی کوفیؒ۔ جو قراءِ سبعہ میں شمار ہوتے ہیں۔ کی نگرانی میں آپ کی ابتدائی تعلیم ہوئی۔ علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ: ''خلفا میں صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عثمانؓ اور مامون الرشید قرآن کے حافظ تھے''۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص:24)

امام کسائیؒ نے ایک موقع پر مامون الرشید کا امتحان لیا اور نحو کے کئی مسائل پوچھے تو مامون نے ایسے برجستگی سے جواب دیا کہ خود امام کسائیؒ کو بڑا تعجب ہوا۔ ہارون الرشید پاس بیٹھے تھے تو انھوں نے خوشی سے مامون کو سینے سے لگا لیا۔ مامون الرشید کی ذہانت کا ایک اَور واقعہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام کسائیؒ کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ مامون کہیں غلط پڑھتے تو فوراً اُستاد کی نگاہ اُٹھ جاتی۔ اتنے اشارے سے مامون متنبہ ہو جاتے اور عبارت کو صحیح کر لیتے۔ ایک دن ''سورت الصّف'' کا سبق تھا۔ امام کسائیؒ حسبِ عادت سر جھکائے سبق سن رہے تھے۔ جب مامون اس آیت پر پہنچے: ''اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟'' تو بے اختیار اُستاد کی نظر اُٹھ گئی۔ مامون سمجھے کہ شاید میں نے آیت غلط پڑھی ہے، مگر جب آیت مکرر پڑھی تو معلوم ہوا کہ آیت صحیح پڑھی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب اُستاد چلے گئے تو مامون اپنے والد ہارون الرشید کے پاس گئے اور عرض کی کہ: آپ نے اُستادِ محترم کو کچھ دینے کے لیے کہا ہے تو وعدہ پورا کیجیے! ہارون الرشید نے کہا کہ: ہاں! قراء کے لیے وظائف مقرر کیے، لیکن ابھی ادائیگی نہیں ہوئی۔ پھر کہا کہ: اُستاد نے اس بارے میں تمھیں کچھ کہا ہے؟ مامون نے کہا کہ: نہیں! ہارون الرشید نے کہا کہ پھر تمھیں کیونکر معلوم ہوا؟ تو مامون نے سارا واقعہ سنایا کہ امام کسائیؒ کا اس آیت پر اچانک چونک پڑنا بے وجہ نہیں ہو سکتا۔ ہارون الرشید اپنے کم سن بیٹے کی ذہانت پر نہایت متعجب اور خوش ہوا۔

ملکی معیشت

ملکی معیشت
ملکی معیشت

محمد کاشف شریف، اسلام آباد

سٹاک ایکسچینج کا جادو

پاکستان کی سسکتی ہوئی معیشت گویا اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اس اثنا میں ملک کی مقتدرہ دو اقسام کے اقدامات میں مصروف ہے: ان میں ایک تو فوری نتائج کے حامل اقدامات ہیں، جو دیکھنے اور سننے کو بھلے معلوم ہوتے ہیں، خواہ ان سے ایک عام آدمی کی زندگی جوں کی توں رہے۔ ان اقدامات میں وقتی طور پر ڈالر کو لگام ڈالنے اور درآمدات کم کرنے جیسے مصنوعی اقدامات شامل ہیں اور دوسرا بین الاقوامی سرمایہ کاری کی خوش کن خبریں ہیں، جن پر شب و روز بات چیت اور مشرقِ وسطیٰ و دیگر ممکنہ سرمایہ کاروں کی جانب سے دل کو لبھانے والے بیانات سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اَٹا پڑا ہے، لیکن معیشت ہے کہ سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔ ایسا نہیں ہے کہ ایسی ملمع کاری سے دنیا کے باقی ممالک مبرّا ہیں، یا وہاں مصنوعی پن اور دروغ گوئی پر مبنی خبریں نہیں ہوتیں، وہ ممالک جو معیشت کی اصلاح کا قابلِ عمل منصوبہ بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور انھیں مخلص لیڈرشپ بھی میسر آجاتی ہے، وہاں ایسے مصنوعی اقدامات محض وقت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے، تاکہ اس اثنا میں کچھ ٹھوس اقدامات کر لیے جائیں، جو آئندہ چل کر دھیرے دھیرے اپنے نتائج دینا شروع کر دیں گے۔

وطنِ عزیز میں عجیب تماشہ ہے کہ یہاں مندرجہ بالا مصنوعی اقدامات اب اپنی کشش کھوتے جا رہے ہیں تو سرکار ایک اَور رنگین کرتب کا سہارا لیتے ہوئے نظر آ رہی ہے۔ پاکستان کی معیشت قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ پرائیویٹ شعبے کے لیے قرض مہنگا ترین ہو چکا ہے۔ صنعتی پیداوار منفی شرح نمو دکھا رہی ہے۔ بیرونی واندرونی سرمایہ کاری صفر ہے۔ مہنگائی تمام ریکارڈ توڑ چکی ہے۔ بینک' کھاتہ داروں کو تاریخی شرح سود ادا کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہماری سٹاک مارکیٹ ہے کہ ریکارڈ پر ریکارڈ توڑ رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ بیرونی سرمایہ کار بھی کراچی سٹاک ایکسچینج کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں اور جلد ہی ان کی سرمایہ کاری بھی بڑھتی چلی جائے گی، اور یوں ہماری عوام شارٹ کٹ کے چکر میں اس میں پیسہ ڈالتے چلے جا رہے ہیں۔ میڈیا چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ ابھی تو انڈیکس اَسّی ہزار کراس کر جائے گا اور یوں ایک ماحول ہے کہ بنتا چلا جا رہا ہے، گویا پاکستان ترقی کی راہ پر چل نکلا ہے لیکن باقی سب وہیں کا وہیں ہے۔

اس دھوکے اور جوئے کے بازار سے پاکستانی متعدد بار ڈَسے جا چکے ہیں، لیکن ہر بار اس کے شکنجے میں آجاتے ہیں۔ چناں چہ یہی سٹاک مارکیٹ اب چار ہزار پوائنٹ نیچے آچکی ہے اور لوگوں کے اربوں روپے ڈوب چکے ہیں۔ یاد رہے! یہ سلسلہ یہاں رُکے گا نہیں اور اُتار چڑھاؤ کے اس کھیل میں چھوٹے سرمایہ کار بالآخر اپنے سرمائے سے محروم ہوتے چلے جائیں گے۔ سٹاک ایکسچینج کا فائدہ ایک متحرک اور پیداواری معیشت میں ضرور ہوتا ہے، لیکن پاکستان جیسی معیشتوں کا کوئی تعلق سٹاک مارکیٹ سے نہیں ہوتا۔ (بقیہ: صفحہ 11 پر)

www.rahimia.org

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

روسی صدر وِلادی میر پیوٹن کا ہنگامی دورۂ مشرقِ وسطیٰ

روس کے صدر وِلادی میر پیوٹن 6/دسمبر 2023ء بروز بدھ کو ایک غیر معمولی دورے کے دوران پہلے مرحلے میں متحدہ عرب امارات کے صدارتی محل واقع ابوظہبی پہنچے تو ان کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ ابوظہبی میں متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ محمد بن زید النہیان (ایم بی زیڈ) نے ''قصر الوطن'' میں روسی صدر کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ انھیں 21 توپوں کی سلامی دی، نیز جنگی طیاروں کے ایک دستے نے فضا میں روسی پرچم کے رنگ بکھیرے، جو اپنی نوعیت کا عجیب وغریب اور انوکھا واقعہ تھا۔ بکھرے ہوئے رنگ کافی دیر تک فضا کو خوش نما بناتے رہے۔

اقوامِ متحدہ کے تحت دبئی میں 30/نومبر سے 12/دسمبر 2023ء تک ''موسمیاتی گفتگو کوپ 28''(Climate Talks COP28) کا انعقاد ہوا۔ جس میں دنیا بھر سے 200 ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کا موضوع ''سرعت رفتاری سے بدلتا ہوا صاف ایندھن'' تھا۔ اس موقع پر محمد بن زید نے کہا کہ: ''دوبارہ ملاقات ہونے کی مجھے خوشی ہوئی ہے''۔ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے انھوں کہا: ''روسی صدر میرا ''محبوب دوست'' ہے۔ شیخ محمد بن زید نے ایک بیان میں کہا ہے کہ: ''ہم نے خطے میں استحکام کے لیے ڈائیلاگ کی اہمیت پر بات چیت کی ہے''۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ: ''آپ کی عالمی حیثیت نے ہمارے تعلقات کو شان دار اور بے مثال بنا دیا ہے''۔ پیوٹن نے کہا کہ: ''عرب دنیا میں یو اے ای روس کا سب سے بڑا کاروباری شراکت دار ہے''۔ روسی صدر نے مزید کہا کہ: ''اسرائیل حماس جنگ کے حوالے سے آپ کے مؤثر اور اہم ترین کردار کی ضرورت ہے''۔ دونوں سربراہان کی گفتگو میں ایندھن کی صنعت کے حوالے سے جدید ٹیکنالوجی کی ضرورت واہمیت اور باہمی تعاون کے فروغ کو بھی زیرِ بحث لایا گیا۔

سعودی عرب میں محمد بن سلمان نے اسی روز دورے کے دوسرے مرحلے میں روسی صدر کا خیر مقدم کیا۔ پیوٹن نے محمد بن سلمان کو دورے کی دعوت دینے کا شکریہ ادا کیا۔ روسی صدر نے کہا کہ: ''ماسکو میں ان کا انتظار ہو رہا تھا۔ کچھ تبدیلیوں کے باعث منصوبہ تبدیل ہو گیا''۔ روسی صدر نے مزید کہا کہ: ''اگلی ملاقات ماسکو میں ہی ہوگی۔ کوئی بھی صورتِ حال ہماری دوستی کو آگے بڑھنے سے روک نہیں سکتی''۔ دورے کا ایک پہلو رُوسی قیادت میں اوپیک (OPEC) کے تحت عالمی منڈی میں تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں میں مزید کمی کو بھی روکنا تھا۔ یوکرین جنگ کے دوران دنیا کے سب سے بڑے کچا تیل برآمد کرنے والے ملک کا خاص طور پر دورہ اپنے اندر کئی سوالات سموئے ہوئے ہے۔

جمعرات 7/دسمبر 2023ء کو ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کا روسی صدر پیوٹن نے ماسکو میں خیر مقدم کیا۔ روسی صدر کا مشرقِ وسطیٰ کا دورہ غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا۔ کیوں کہ اگلے ہی روز یو اے ای نے دو روزہ دورے (9-8/دسمبر بروز جمعہ اور ہفتہ) کو روسی وزیر خارجہ کا ابوظہبی میں استقبال کیا۔ اس سے قبل جولائی 2022ء میں ایرانی رہنما آیت اللہ خامنہ ای سے ملاقات کرنے کے لیے پیوٹن خود ایران کے دارالحکومت تہران پہنچے تھے۔ عالمی عدالتِ انصاف کی طرف سے روسی صدر پیوٹن کے جاری کردہ ''وارنٹ گرفتاری'' کے بعد اس نے متعدد ملکوں کے دورے کیے ہیں۔ خاص طور پر اُن ممالک کے جنھوں نے عالمی عدالتِ انصاف کے فیصلوں کی اتباع کے سرکلر پر دستخط نہیں کیے ہوئے ہیں۔

روسی صدر کے بہ بقول: ''مشرقِ وسطیٰ کی جنگ امریکا کی خارجہ پالیسی کی ناکامی ہے''۔ پیوٹن کے اسرائیل اور فلسطین دونوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ اس نے براہِ راست نہ تو اسرائیل کو ہدفِ تنقید بنایا ہے اور نہ ہی فلسطینی اتھارٹی کو تنازعے کے کسی پہلو کے اعتبار سے موردِ الزام ٹھہرایا۔ گویا دونوں کے ساتھ مل کو معاملات سیدھے کیے جاسکتے ہیں۔ پیوٹن کے حالیہ دورۂ مشرقِ وسطیٰ نے مغرب کی جانب سے روس کو تنہا کرنے کے اقدامات کو غیر مؤثر، بے وقعت اور بے معنی کر کے رکھ دیا ہے۔

عالمی سیاست میں حالات و واقعات کا وقوع پذیر ہونا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کس وقت کون سا قدم اٹھانا فیصلہ کن ثابت ہوسکتا ہے۔ آج دنیا کے حالات تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ یوکرین جنگ فیصلہ کن ثابت ہوئی ہے۔ ماہرین کے مطابق روسی صدر کا حالیہ دورہ عالمی سیاست میں فیصلہ کن موڑ ثابت ہونے جا رہا ہے۔ پیوٹن بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ اقدام کرتا ہے۔ وہ کوئی بھی قدم بے ہنگم نہیں اُٹھاتا۔ یوکرین جنگ، تیل کی عالمی سیاست، عالمی منڈی میں تیل کی گرتی ہوئیں قیمتیں، غزہ کا تنازعہ اور حالیہ امریکی معاشی بحران جیسے سلگتے مسائل آج دنیا میں سرِفہرست ہیں۔ غزہ کے تنازعے میں جہاں ایران اہم ترین اور مؤثر ترین ہے، وہیں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے کردار کو پسِ پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ اسی طرح یوکرین جنگ میں جہاں یورپ اہم ہے، وہیں امریکی کردار بھی غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ حالیہ امریکی معاشی بحران کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے روس کی کوشش ہے کہ ایران کو ساتھ ملا کر فلسطین اور اسرائیل کے تنازعے کو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کی معاونت سے دیرینہ قضیے کے بنیادی محرکات پر فیصلہ کن کاری ضرب لگائی جائے۔

کیوں کہ حالیہ امریکی معاشی بحران – جس نے امریکا کو یوکرین کی مالی امداد فراہم کرنے سے مفلوج کر دیا ہے – کا براہِ راست اثر اسرائیلی جارحیت پر بھی پڑا ہے۔ ان حالات میں مسائل کو فوری طور پر حل کرنے کا بہترین موقع ہے، جس کو ضائع کرنا عقل اور دانائی کے خلاف ہے۔ عرب ملکوں کے ساتھ گزشتہ عرصے میں جن تعلقات کو استوار کیا گیا تھا، آج ان کے ثمرات سمیٹنے اور بارآور ہونے کا موقع ہے۔ دوسری طرف مغرب کی روس کو تنہا کرنے کی خواہش دم توڑتی دکھائی دیتی ہے۔ روس کے حالیہ اقدامات سے نئے ورلڈ آرڈر کے خدوخال واضح ہونا شروع ہو جائیں گے۔ گزشتہ ماہ پیوٹن کے دورۂ چین کے دوران 150 ملکوں کے اجتماع نے جس طرح یک جہتی کا اظہار کیا تھا، اس سے روس کو تنہا کرنے کے اقدامات ناکام ہو گئے ہیں، البتہ نئے ورلڈ آرڈر میں استعماری قوتیں خود تنہائی کا شکار ہونے جا رہی ہیں۔

www.rahimia.org

خطبات و بیانات

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

حکمتِ قرآن
اہمیتِ حدیث، فقاہت اور صحبتِ صالحین

22/ دسمبر 2023ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں ''دورۂ تفسیر قرآن حکیم'' کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: ''معزز دوستو! کتاب اللہ قرآن حکیم کی 'حکمت' کو سمجھنا آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکمت اور فہم و بصیرت کے ساتھ قرآنی آیات و اَحکام پر عمل کرنے کے لیے جو نظام تشکیل دیا تھا، جب تک اُسے نہیں سمجھیں گے، تب تک ہمارا قرآنی فہم و شعور درست نہیں ہوگا۔ قرآنی حکمت کو سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ دور حکمت کا ہے۔ نبی اکرمؐ کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ نبوت کی جتنی باتیں تھیں، وہ رسول اللہؐ نے قرآن حکیم اور احادیثِ نبویہؐ کی شکل میں انسانیت کے سامنے رکھ دیں۔ نبی اکرمؐ کے بعد خلفائے راشدینؓ کا علومِ نبوت کے فہم و حکمت کی اَساس پر نظام بنانے کا دور شروع ہوا، جو قیامت تک جاری رہے گا۔ اب جو لوگ علومِ نبوت کی حکمت اور اُس کے اَسرار و رموز سے واقف ہوں گے، اس کی حکمتِ عملی کو صحیح طور پر سمجھ کر اپنے اپنے دور، اپنے اپنے زمانے، اپنے گرد و نواح میں موجود افراد کو تعلیم و تربیت سے آشنا کریں گے تو کامیابی ہوگی۔

فقہائے کرام کو ہم ''فقہا'' اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ دین کی فقاہت رکھتے ہیں اور فقاہت سے مراد حکمت ہے۔ فقہا قانون کی روح، بنیادی دائرۂ کار اور اُس پر عمل درآمد کے طریقۂ کار کو سمجھتے ہیں۔ اس کے مطابق قرآن و سنت سے ایسا نظام اخذ کر کے انسانیت کے سامنے رکھتے ہیں، جس پر انسانیت کے لیے چلنا آسان ہو جائے۔

پچھلے ڈھائی تین سو سالہ دورِ زوال میں، برطانوی سامراج کے تسلط اور سرمایہ دارانہ دجالی نظام کے دنیا پر غالب ہونے کے بعد سب سے بڑا اَلمیہ یہ ہوا کہ ہم سے دین کی فقاہت چھین لی گئی، دینی شعور سلب کر لیا گیا، حکمت ہمارے ذہنوں سے نکال دی گئی۔ فقہِ اسلامی کو اس طریقے سے ہمارے سامنے پیش کیا گیا کہ وہ گویا کہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔ لوگوں کو یا تو سِرے سے بے دین اور مرتد بنایا گیا، جو مرتد نہیں ہو سکے، انھوں نے کہا کہ ہم قرآن کو تو مانیں گے، لیکن حدیث کو نہیں مانتے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم حدیث کو تو مانیں گے، لیکن فقہ کو نہیں۔ انھوں نے کہا کہ بس دو ہی چیزیں اصل ہیں: قرآن اور حدیث، لیکن نبی اکرمؐ کے بعد جو کام حضرت ابوبکرؓ نے کیا، جو کام حضرت عمرؓ نے کیا، جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کیا، دیگر حضراتِ صحابہؓ نے کیا، حضراتِ فقہا، علما اور صوفیا نے کیا، انھوں نے ان سب کا انکار کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں میں یہ غلط تصور پیدا کیا گیا کہ اصل قرآن ہے، خود پڑھ اور سمجھ لو۔ اسے سمجھنے کے لیے عالم اور فقیہ کی ضرورت نہیں ہے، جو آپ کو حکمت کی بنیاد پر آیاتِ قرآنیہ سمجھائے۔ پڑھو اور سمجھو کیسے؟ اس کا کوئی طریقۂ کار، کوئی پروسیجر نہیں ہے۔ اس طرح علومِ نبوت و حکمت سے بھی انکار کیا گیا''۔

آفاقی اُصولوں پر عمل درآمد میں نظام کی ضرورت و اہمیت

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''دنیا میں عمومی طور پر قوانین خلافِ انسانیت نہیں ہوتے۔ دنیا کا کوئی قانون ظلم کو جائز نہیں کہتا۔ ہر مذہب، ہر قانون اور ہر نظام یہ تسلیم کرتا ہے کہ عدل ہونا چاہیے۔ اصل بات یہ ہے کہ ظلم اور عدل کی پہچان ہو اور وہ 'حکمت' کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ عدل کو قائم کرنے اور ظلم کو مٹانے کے لیے بائی لاز کی ضرورت ہوتی ہے اور بائی لاز (By-Laws) حکمت، فہم اور شعور کے بغیر نہیں بنائے جا سکتے۔ کون سا مذہب اور دنیا کا آئین اور دستور ہے، جو جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیتا ہے؟ کوئی نہیں! لیکن سچ اور جھوٹ کی پہچان کے لیے حکمت کا فہم ضروری ہے۔ ورنہ جھوٹ کو سچ کہہ کر نافذ کر دیا جائے گا، اسی کو دجل کہتے ہیں۔

تمام مذاہب یہودیت، عیسائیت، ہندومت، اسلام، اور مادی سکول آف تھاٹس: کیپٹل ازم اور سوشلزم میں انسانیت کے بنیادی اُصول ایک ہی ہیں، لیکن اختلاف ان اصولوں پر عمل درآمد کے پروسیجر میں ہے۔ یہودیت مسخ شدہ پروسیجر کے ذریعے جھوٹ کو سچ بناتی ہے۔ عیسائیت تحریف شدہ پروسیجر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہہ کر جھوٹ کو سچ بناتی ہے۔ اسی طرح سرمایہ داری نظام سرمائے کو استعمال میں لانے اور محنت کے حقوق ادا کرنے کا غلط پروسیجر بیان کرتا ہے کہ محنت کش کے حق پر ڈاکہ ڈالتا اور سرمائے کی طاقت کو تین چار گنا زیادہ بڑھا کر پیش کرتا ہے۔ ورنہ تو دنیا میں کوئی کام سرمائے اور اور محنت کے بغیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح سوشلزم کہتا ہے کہ پورا کا پورا سرمایہ اور تمام اشیا حکومت کی ملکیت میں آ جائے۔ اب حکومت صحیح ہے یا غلط؟ اختلاف یہاں پیدا ہوتا ہے۔ کیا پرولتاریہ کی آمریت نتائج پیدا کر سکتی ہے؟ جب کہ مسلط کردہ آمریت ہمیشہ ہی غلط نتائج پیدا کرے گی۔ اختلاف پروسیجر کا ہے اور کسی نظام کے پروسیجرز فقاہت، شعور، حکمت اور گرد و پیش کے حقائق دریافت کرنے سے بنتے ہیں۔

قرآن حکیم نے حکمت کو مختلف انداز اور اُسلوب میں بیان کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی وضاحت اپنے سیرت و کردار میں لوگوں کے سامنے پیش کی ہے۔ صحابہؓ کو کتاب بھی سکھائی اور اس کے ساتھ ہی حکمت بھی سکھائی کہ اس قرآنی حکم پر عمل درآمد کا طریقۂ کار کیا ہے، تاکہ پتہ چلے کہ خرابی کی جڑ کہاں ہے۔ مکے کے مشرک بنیادی انسانی آفاقی اُصولوں کو مانتے تھے، حج بھی کرتے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے، بیت اللہ کا طواف بھی کرتے تھے، اپنے آپ کو ابراہیمی بھی کہتے تھے، لیکن انھوں نے ابراہیمی اُصولوں میں تحریف کر کے اُس کے پروسیجرز خراب کر رکھے تھے، اس کا سسٹم صحیح نہیں تھا۔ ایسے ہی جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کا بھی یہی مسئلہ تھا۔ تورات کو تو مانتے تھے، لیکن اس پر عمل کا نظام درست نہیں تھا۔ پھر اُن یہودیوں سے متأثر قبائل کا بھی یہی حال تھا۔ اسی کو تو رسول اللہ ﷺ نے ہدف بنایا کہ آفاقی اُصولوں پر عمل درآمد کے طریقۂ کار، نظام اور اُس کے پروسیجرز کو درست کیا جائے، جس کے لیے حکمت کا فہم بڑی اہمیت رکھتا ہے''۔

www.rahimia.org

اہلِ یہود کے علما پر لعنت کی وجہ

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ کیا آپ نے اُن لوگوں کو دیکھا کہ جنھوں نے ایسی قومِ یہود کے ساتھ دوستیاں لگائی ہوئی ہیں، جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے۔ (58-المجادلہ: 14) اور غضب کیوں ہے؟ کیوں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام اور تورات کا نام لیتے ہیں، لیکن تحریف کی بنیاد پر جھوٹ کو سچ بنانے والا اور سچ کو جھوٹ بنانے والا دجالی سسٹم قائم کرتے ہیں۔ صاف طور پر اللہ نے کہہ دیا، نہ تم اُن میں سے ہو، نہ وہ تم میں سے ہیں۔ دو الگ الگ پارٹیاں ہیں۔ ایک حزب اللہ ہے اور ایک حزب الشیطان ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہودی علما پر اللہ کی لعنت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اُن میں بڑے بڑے ظالم حکمران اور لوٹ مار کرنے والے طبقے پیدا ہوگئے تو شروع شروع میں تورات کے حافظ اور علما و رُہبان نے اپنے منبر و محراب کے ذریعے انھیں منع کیا۔ پھر ان میں سے کچھ نے سوچا کہ ان کو تبلیغ ان کے محل (پارلیمنٹ، ایوانِ صدر، گورنر ہاؤس وغیرہ) میں جا کر کرنی چاہیے، بہ ظاہر وہاں تبلیغ کرنے گئے لیکن جب وہاں اُن کا کرّوفر دیکھا، عیش و عشرت دیکھی تو پھر تبلیغ کے نام پر روز ہی وہاں پہنچنے لگ گئے۔ کیوں کہ اس میں مزہ آتا تھا۔ اس طرح اُن ظالموں کے ساتھ دوستی لگانی شروع کر دی۔ جب دوستی لگائی تو یہود کے علما آہستہ آہستہ اُن کی صحبت کے اثرات میں رہنے لگے۔ وہاں سے ان کو مال اکٹھا کرنے کی عادت پیدا ہوگئی۔ اللہ نے لعنت اس لیے کی کہ وہ جو حکومت میں بیٹھا تھا، تو ممکن ہے کہ وہ تورات نہ جانتا ہو، قرآن نہ جانتا ہو، اور جہالت کی وجہ سے خواہش پرستی میں مبتلا ہو۔ اور تم تو اللہ کا حکم جانتے تھے۔ پھر تم نے اس کی خلاف ورزی کر کے وہی کام کرنے شروع کر دیے جو وہ کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے یہود کے علما پر لعنت پڑی۔ آج اگر مسلمان بھی نام قرآن و حدیث کا لیں، لیکن کام وہی کریں جو شیطانی قوتیں کرتی ہیں تو لعنت ان کی بھی منتظر ہوگی۔ ’’فانسا ہم‘‘؛ شیطان کا اُن کو بھلانے کا مطلب یہی ہے کہ جان بوجھ کر ظلم کا سسٹم قائم کرتے ہیں۔ کیوں کہ حکمت بگڑ گئی، طریقۂ کار بگڑ گیا، قانون کو بدل دیا، اس کا رُخ بدل دیا۔ اور جب رُخ بدل جائے تو اُس کا ہدف ہی کوئی اَور ہوتا ہے۔

سامراج کے تسلط کے تین سو سالہ دور میں ہمارے دماغ سے فقہ نکال دی، حکمت اور شعور نکال دیا گیا۔ یا تو سرے سے کتاب اللہ کا انکار کر کے مرتد بنا دیے یا کتاب اللہ کو ماننے والے اور حدیث کا انکار کرنے والے بنا دیئے یا قرآن و حدیث کا رٹا لگانے والے بنا دیے گئے۔ علمائے ربانیین جو فہم اور حکمت و شعور رکھتے تھے، جو فقاہتِ دینی کے حامل تھے، ان سے کاٹ دیا۔ جب کسی قوم میں وہ حکما، فقہا، سمجھ دار، عقل مند لوگ جو حکمت کی اساس پر اپنے دور کے حالات کا تجزیہ کر کے صحیح رائے قائم کر کے رہنمائی کرتے ہیں، ان سے قوم کٹ جائے اور شیطانی نظام سے دوستیاں لگائے تو سوائے ذلت و رُسوائی اور لعنت کے خسارے کے اور کچھ نہیں بچتا‘‘۔

برعظیم پاک و ہند میں حکمتِ قرآن کا تاریخی تسلسل

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

’’ادارہ رحیمیہ میں دورۂ تفسیرِ قرآن حکیم کے سلسلے میں ہمارے یہاں جمع ہونے کا مقصد قرآن کی حکمت کو سمجھنا ہے، اس کی فقاہت اور شعور کو سمجھنا ہے۔ ورنہ تو قرآن حکیم کا ترجمہ ہر جگہ پڑھایا جا رہا ہے، قرآن کے نام پر بڑے بڑے قرآن انسٹیٹیوٹ کھلے ہوئے ہیں، ترجمہ بھی پڑھا رہے ہیں، لفظی تشریح بھی کر رہے ہیں، احکامات بھی بیان کر رہے ہیں، لیکن حکمت سے عاری من مانی تشریح کی بنیاد پر۔ وہ حکمت و شعور جو صحابہ کرامؓ سے لے کر امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ تک اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر آج تک حکمت کے ساتھ قرآن حکیم کے پیغام کو منتقل کرنے والے سمجھ دار اولیاء اللہ اور سچے لوگوں کے فکر و عمل کی اساس پر ہے، اُس کو سمجھنا ضروری ہے۔

☆ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے قرآن حکیم کے جو اصولِ تفسیر متعین کیے ہیں، ☆ امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے جو ان اُمورِ تفسیر کو واضح کیا ہے، ☆ حضرات سید احمد شہیدؒ اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ نے اس کی جو حکمتِ عملی بیان کی ہے، ☆ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اپنے عملی کردار سے جس کی وضاحت کی ہے، ☆ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اپنی تفسیر اور ترجمے میں جو اسلوب اختیار کیا ہے، ☆ شیخ الہندؒ کے شاگردوں؛ امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مفتیٔ اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے قرآنی حکمت کی اساس پر اس برعظیم پاک و ہند میں پچاس سال عملی کردار ادا کیا ہے، ☆ اس کی اساس پر شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے لے کر شاہ سعید احمد رائے پوریؒ تک مشائخ رائے پور کی عملی مثالیں، ان کا کردار، ان کی فقاہت ہے، اس کو سامنے رکھ کر اپنی فقاہتِ دینی کو درست کرنا، اپنے ذہن کو صحیح خطوط پر استوار کرنا، حکمت کے اصول پر آگے بڑھنا اس دور کا بنیادی تقاضا ہے۔ اس تقاضے کی تکمیل کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

ہمیں اپنے شعور کی آنکھ کھولنی ہے، قرآن حکیم کا فہم حاصل کرنا ہے، حکمت سمجھنی ہے اور قرآن حکیم کی اس دعوت کو اپنا عزم اور ارادہ بنانا ہے۔ کسی شیطانی قوت کا آلۂ کار ہو کر کسی پرائیویٹ جہاد، فرقہ واریت، لڑائی، دنگا فساد، قتل و غارت گری سے بالکل علاحدہ اور یکسو رہنا ہے۔ حکمت و شعور کے اصول پر اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ اپنی ریاست کے لیے مفید شہری کے طور پر ایک درست سماج اور بہترین نظام قائم کرنے کے لیے کردار ادا کرنا ہے۔ یہ ہمارا فریضہ ہے۔ یہ ہماری ہی ریاست ہے، ہم یہاں کے باسی ہیں۔ یہ ریاست ان حکمرانوں، ان بکے ہوئے مذہبی طبقوں یا سامراجی قانون دانوں کی تھوڑی ہی ہے!؟ ہمارے ہی آبا و اجداد کی نسلیں یہاں رہتی رہی ہیں اور آئندہ بھی ہماری نسلوں نے رہنا ہے، اس کی بقا کا راستہ قرآن کی اس حکمت اور شعور میں ہے۔ اس کو سمجھنا اور آنے والی نسلوں تک منتقل کرنا‘ یہ ہماری ذمہ داری ہے، یہ اللہ نے فریضہ ہم پر عائد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔ (آمین)

www.rahimia.org

عظمت کے مینار

وسیم اعجاز، کراچی

امام العلما مولانا عبدالباری انصاری فرنگی محلیؒ

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ / 14 / اپریل 1878ء کو فرنگی محل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ نسباً انصاری ایوبی تھے۔ ان کا نام اور کنیت ''قیام الدین محمد عبدالباری'' تجویز کیا گیا۔ ان کے والدِ گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب فرنگی محلیؒ کا شمار اپنے علاقے کی معزز اور علم دوست شخصیات میں کیا جاتا تھا۔ مولانا موصوفؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا مولانا شاہ عبدالرزاقؒ سے حاصل کی۔ درسِ نظامی کی ابتدا اپنے والدِ محترم اور اپنے بھائی مولانا عبدالباقیؒ سے کی۔ سندِ فراغت ۱۳۱۸ھ / 1900ء میں حاصل کی۔ باطنی اصلاح و تربیت کے لیے بچپن ہی میں اپنے جدِ امجد مولانا شاہ عبدالرزاقؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور تمام سلاسل میں اجازت حاصل کی۔ 1903ء میں بغداد کے سفر کے دوران شیخ سیّد عبدالرحمٰن گیلانیؒ سے بھی اجازت حاصل کی۔ 1905ء میں مولانا موصوفؒ کے بھائی مولانا شاہ عبدالرؤفؒ کے وصال کے بعد آپؒ مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ زمانۂ طالب علمی کے بعد فرنگی محل میں تدریسی عمل کو باضابطہ بنانے اور دور کے تقاضوں کے تحت تعلیم دینے کی غرض سے ''مدرسہ عالیہ نظامیہ'' کو منظم کیا اور تدریسی عمل کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

مولانا موصوفؒ نے اپنے اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے علمی و سماجی میراث کی حفاظت فرمائی اور لاتعداد لوگ ان کے دامنِ تربیت سے وابستہ ہوئے، جن میں نمایاں نام علی برادران (مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی) ہیں۔ 1915ء سے 1919ء کے درمیان علی برادران قومی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے مختلف اوقات میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے تو اس دوران مولانا موصوفؒ مستقل ان حضرات سے ملنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے جیلوں میں جاتے رہے۔

مولانا موصوفؒ کا دور بھی ایسا دور تھا جس میں ایک طرف سیاسی گہما گہمی عروج پر تھی اور دوسری جانب مختلف اقوام کے درمیان افتراق اور انتشار پایا جاتا تھا۔ ایسے حالات میں ان جیسی شخصیت کیسے عملی میدان سے علاحدہ رہ سکتی تھی۔ علی گڑھ تحریک سے اختلافات کے باوجود وہاں پر موجود باصلاحیت طلبا تک رسائی حاصل کر کے انھیں سماجی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے آمادہ کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ اسی طرح وطنِ عزیز کی سیاسی، معاشی اور سماجی ابتری جیسے مسائل کو حل کرنے کے لیے متعدد بار دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ان سے تبادلہ خیالات کیے۔

اس وقت کے چوٹی کے سیاست دانوں کی طرح مولانا موصوفؒ بھی خلافتِ عثمانیہ سے گہری عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جنگِ طرابلس اور جنگِ بلقان (1912ء) کے دوران ان کی مالی اعانت کے سلسلے میں ''انجمن مؤید الاسلام'' کو ازسرِنو منظم کیا۔ ترک مسلمانوں کی طبی امداد کے لیے ''ہلالِ احمر'' کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ ملکی خاص حلقوں اور عوامی سطح پر فکر و شعور کی بیداری کے لیے دروس و تقاریر کا اہتمام کیا گیا۔ جب جنگِ طرابلس کے دوران اٹلی نے کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے کی دھمکی دی تو اپنا ملّی کردار ادا کرنے کے لیے فرنگی محل میں متعدد اجلاسات منعقد کیے اور دسمبر 1912ء میں ''انجمن خدامِ کعبہ'' کا قیامِ عمل میں لایا گیا۔ حضرت شیخ الہندؒ اور امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے اس سلسلے میں کی جانے والی مساعی کو بہت سراہا اور اپنی تائید و حمایت کا یقین دلایا۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک سال کے اندر اندر انجمن کے ممبران کی تعداد 20 ہزار سے تجاوز کر چکی تھی۔ برطانوی حکام کی جانب سے اس انجمن کا نوٹس لیا گیا اور قائدین کو سختیاں برداشت کرنا پڑیں۔

1914ء میں پہلی جنگِ عظیم کے دوران مولانا موصوفؒ نے ایک ٹیلی گرام کے ذریعے ترکی کے سلطان محمد خامس کو جنگ میں شرکت نہ کرنے کی تجویز پیش کی، لیکن بہ وجوہ ترکی اس جنگ میں شامل ہوا تو ہندوستانی علما کے سامنے برطانوی حکومتِ ہند نے مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کا عہد کیا تھا، لیکن برطانیہ نے اس کی پاس داری نہ کی، جس کی نشان دہی حضرت شیخ الہندؒ نے بھی اپنے ایک خطاب میں فرمائی تھی۔ اسی دوران شریفِ مکہ (جو کہ مولانا موصوفؒ کے دوستوں میں شمار کیے جاتے تھے) کو پیغامات کے ذریعے برطانوی سامراج کو سازشوں سے باز رکھنے کی کوشش کی، جو افسوس کہ بارآور نہ ہوسکی۔ 18/ ستمبر 1919ء میں ''آل انڈیا خلافت کمیٹی'' کا قیامِ عمل میں آیا تو اس میں ان کا کلیدی کردار رہا۔ اس کے تمام تر ابتدائی اخراجات خود برداشت کیے۔ پورے ملک میں اس کی شاخیں قائم ہوئیں۔ اس طرح اس پلیٹ فارم سے تحریکِ خلافت کا آغاز ہوا۔ اس تحریک میں ہندو مسلم سبھی نے اجتماعی طور پر حصہ لیا۔ تحریکِ خلافت سے متعلق ایک جامع فتویٰ مرتب کیا گیا، جس پر ہندوستان کے سرکردہ علمائے کرام کے دستخط موجود تھے۔ مستقبل میں اس تحریک کے بہت دُور رَس نتائج مرتب ہوئے۔

تحریکِ خلافت کی سرگرمیوں کے دوران ہی علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد اس کا حصہ بن چکی تھی۔ نومبر 1919ء میں خلافت کمیٹی کے ایک اجلاس کے بعد مولانا موصوفؒ کی تحریک پر مختلف طبقۂ فکر کے علمائے کرام نے مل کر ایک اجتماعیت بنانے پر اتفاق کیا، جس کا نام ''جمعیت علمائے ہند'' رکھا گیا۔ جمعیت کے پہلے اجلاس منعقدہ دسمبر 1919ء میں مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کو عبوری صدر نامزد کیا گیا۔ علمائے کرام کی اس جمعیت نے ملکی سیاسی و سماجی زندگی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان سب تحریکات کے علاوہ ''تحریکِ ترکِ موالات'' میں بھی اپنے رُفقا کے ساتھ اہم کردار ادا کیا۔

دورانِ طالب علمی میں ہی مولاناؒ کو مطالعہ کا بہت شوق پیدا ہو چکا تھا۔ اس غرض سے نادر و نایاب کتب کا بیش بہا ذخیرہ ایک لائبریری کی صورت میں اکٹھا ہو گیا تھا۔ اپنی سیاسی، سماجی اور تربیتی سلسلے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی متواتر جاری رہا۔ 100 سے زائد تصانیف کیں۔ مولانا موصوفؒ کی دینی علمی اور سیاسی خدمات کی وجہ سے انھیں ''امامِ وقت'' اور ''قیام الملۃ والدین'' کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

چند بدطینت لوگوں نے بہانے سے زہریلا کھانا کھلا دیا تھا، جس کی وجہ سے طبیعت اضمحلال کی طرف مائل رہی۔ جسم پر فالج کا حملہ ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ۴/ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ / 19/ جنوری 1926ء کو جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

www.rahimia.org

ہدیۂ عقیدت

برائے حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
جانشین امامِ حکمت وعزیمت حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید
موجودہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور، الہند ۔ منجانب: متوسلین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور
بمقام: حرمِ نبوی ﷺ، ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۴۵ھ/13 اکتوبر 2023ء
جسے مولانا محمد صادق دہلوی نے احباب کی مجلس میں پڑھ کر سنایا:

ربِ محمدؐ کی عنایت صد سلام
عظمتِ حق و صداقت صد سلام
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

حرمِ نبویؐ میں شہنشاہِ کونین نے خصوصی فضل فرمایا
کہ گلزارِ رحیمیہ کا نرالا باغبان آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

جس کا مدتوں سے تھا انتظار
جس کی زیارت و صحبت کے لیے ایک جم غفیر آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

مسند نشین برحق خانقاہِ رائے پور
شہ عبدِ خالق جانشین سعید احمد آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

ورع، زہد، تقویٰ اور انسان دوستی میں جس کی مثال نہیں ملتی
شریعت ، طریقت و سیاست کا جامع راہنما آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

کمالاتِ علم و عمل اور دین کا نقطۂ داں اعظم
شارحِ علومِ ولی اللّٰہی و ثانی امامِ انقلاب بے گماں آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

عصرِ حاضر میں وہ فکرِ ولی اللّٰہی کا حامل
روایات و درایاتِ عبید اللہؒ کا وہ رازداں آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

وہ برعظیم ہند و پاک کے باشندگان کا زعیم
رحیمی ، قادری ، عزیزی ، سعیدی نسبتوں کا امین آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

وہ انقلابی منزلوں کا پیشوا حرمِ نبویؐ میں
نظم و عدل و امن کی تعمیر کرنے والا آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

وہ قرآنی تفہیم اور غلبۂ دین کی جدوجہد کرنے والا
مسند نشین خامس خانقاہِ رائے پور آیا
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

ہم دعا گو ہیں کہ رہو سلامت اپنے میمنہ و میسرہ کے ساتھ
سرزمینِ ہند میں ہم آپ کی آمد کے ہیں منتظر
سرزمینِ رائے پور کے میرِ اعظم مرحبا
مرحبا صد مرحبا اہلاً و سہلاً مرحبا

بقیہ: سٹاک ایکسچینج کا جادو

ہمارے جیسی معیشتوں میں ہر کاروبار میں سٹہ کھیلا جاتا ہے، خواہ وہ زرعی اجناس کا آڑھتی ہو، گاڑیوں کا ڈیلر ہو، پراپرٹی ڈیلر ہو، صنعتی خام مال کا سوتر منڈی میں بیٹھا ہوا مڈل مین ہو، جان بچانے کی ادویات کا سپلائر ہو، یا آفات اور عیدین پر کام کرنے والا ٹرانسپورٹر ہو۔ یہاں کرنسی مارکیٹ سے لے کر سٹاک مارکیٹ تک سب سٹے باز ہیں اور اپنے دل کو مطمئن اور مسلمان رکھنے کے لیے ہم سب اسے ''معیشت'' کہتے ہیں اور اس ہی کی ترقی کے گن گاتے ہیں اور زوال کا رونا روتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اس ٹوٹی پھوٹی معیشت کو چلانے والے اب کم سے کم تر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اس لیے ہمارا ترقی کا مزہ بھی محدود مدتی ہو چکا ہے۔ ابھی دو ہفتے قبل یہ سٹاک مارکیٹ عالمی ریٹنگ میں نمبرون پر آچکی تھی اور اب گراوٹ کے تمام ریکارڈ توڑ چکی ہے۔

www.rahimia.org

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

اہم اعلان

تقریباتِ تکمیل دورۂ تفسیر قرآن حکیم، تکمیل صحیح بخاری شریف
و رُونمائی کتاب "العون الجلیل فی شرح القول الجمیل"

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں ہر سال دورۂ حدیث شریف کی کلاس ہوتی ہے۔ اس کلاس میں صحیح بخاری شریف کا درس ہوتا ہے۔ امسال حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے اس کتاب کا درس دیا ہے۔ نیز ادارہ میں دورۂ تفسیر قرآن حکیم بھی حسبِ معمول 22/دسمبر 2023ء سے جاری ہے۔ اسی طرح حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب "القول الجمیل فی بیان سواء السّبیل" مع شرح "العون الجلیل فی شرح القول الجمیل" شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہے۔

اس سلسلے میں ادارہ رحیمیہ لاہور میں مؤرخہ: ۲۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ/ 7/جنوری 2024ء بروز: اتوار بوقت: صبح 10:30 بجے تقریبات: "تکمیل دورۂ تفسیر قرآن حکیم"، "تکمیل صحیح بخاری شریف" اور "رُونمائی کتاب "العون الجلیل فی شرح القول الجمیل" منعقد ہو رہی ہیں۔ ان تقریبات میں حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر مدظلہم (مجازین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ) کے بیانات ہوں گے۔ نیز حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ صحیح بخاری شریف کی تکمیل کرائیں گے۔ تمام احباب سے اس بابرکت تقریب میں شرکت کے لیے التماس ہے۔

بقیہ: پاکستان میں غیر عادلانہ نظامِ اقتدار، ناہموار کھیل کا گھن چکر

ان سیاسی شخصیات کا دُہرا معیار ملاحظہ ہو کہ یہ لوگ اقتدار سے باہر ہوں تو جمہوریت کی مالا جپتے، اس کے بینر تلے لانگ مارچ کرتے اور دھرنوں کی سیاست کرتے ہیں، لیکن اقتدار میں شراکت کے لیے عوامی اعتماد حاصل کرنے کے بجائے غیر جمہوری قوتوں کا جونیئر پارٹنر بننے کے لیے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اسٹیبلشمنٹ کے خلاف گلا پھاڑ خطابات' درحقیقت محبوب کی بے رُخی کی شکایت بھرے نالے ہوتے ہیں۔

پاکستان کے باشعور حلقے اس امر پر ہمیشہ واضح رہے ہیں کہ قومی جسم پر نوآبادیاتی نظام کے لگائے گئے گھاؤ پر الیکشن کا ناٹک پاکستانی قوم کے دُکھوں کا مداوا نہیں کرسکتا۔ نظامِ وقت انتخابات کے عنوان کے تحت آلۂ کار طبقے کے ذریعے قوم کا خون چوسنے کے لیے اپنے آپ کو تازہ دم کرنے کی حکمتِ عملی پر کاربند ہے۔ اس وقت کی معتوب پارٹی کے حمایتی بھی کچھ زیادہ خوش فہمی کا شکار لگتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ اگر انھیں ہموار میدان میسر آئے تو وہ الیکشن میں جیت سکتے اور ملک کے بگڑے حالات پر قابو پاسکتے ہیں (جب کہ ایک عہدِ اقتدار وہ گزار بھی چکے ہیں)، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ملک پر مسلط فرسودہ نظامِ جبر کے ہوتے ہوئے یہ سب باتیں آگ کے فرش پر پودے اُگانے کی خواہش کے سوا کچھ نہیں۔ (مدیر)

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال میرا سوال وراثت سے متعلق ہے کہ ایک شخص (امانی ملک) وفات پا چکا ہے اور اس کے ورثا میں سے ایک بیوی (بادشاہی نور) تین بیٹے (سلطانی روم، جہان روم اور مکرم خان) اور دو بیٹیاں (رواسیہ بی بی اور نبوت بی بی) ہیں۔ ان کے درمیان وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ (نوٹ: مرحوم کے والدین پہلے وفات پا چکے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بیٹی (اویلو بی بی) مرحوم امانی ملک کے وفات سے پہلے وفات پا چکی تھی)۔

عابد خان۔ سوات

جواب وراثت کی تقسیم سے قبل متوفی کی زیرِ ملکیت مال (منقولہ وغیر منقولہ) میں سے تجہیز و تدفین کے اخراجات کے بعد اگر متوفی کے ذمہ قرض ہے تو وہ ادا کیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے ورثا کے علاوہ کسی کے لیے کوئی مالی وصیت کی تھی تو اس کو پورا کیا جائے گا اور یہ وصیت اس کی کل ملکیت کے ایک تہائی (1/3) مال کے اندر ہی پوری کی جائے گی، اس سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد بقیہ ترکہ صرف ان ورثا میں تقسیم ہوگا جو متوفی کی وفات کے وقت بہ قیدِ حیات ہوں، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں متوفی امانی ملک کے ترکہ کی تقسیم میں اس کی فوت شدہ بیٹی اویلو بی بی یا اُس کی اولاد کو شامل نہیں کیا جائے گا اور اس کے ترکہ کے کل 64 حصے کیے جائیں گے، جن میں سے بیوہ بادشاہی نور کو 8 حصے، بیٹا سلطانی روم کو 14 حصے، بیٹا جہاں روم کو 14 حصے، اور بیٹا مکرم خان کو 14 حصے ملیں گے۔ اور بیٹی رواسیہ کو 7 حصے اور نبوت بی بی کو بھی 7 حصے از روئے شریعت ملیں گے۔

سوال بینک سے گاڑی قسطوں پر خریدنے سے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا یہ حرام کے زمرے میں آتا ہے؟

جواب بینک سے قسطوں پر گاڑی خریدنے کے لیے چند شرائط ضروری ہیں:

1۔ عقد کرتے وقت گاڑی کی قیمت متعین ہو۔ 2۔ معاملہ بھی طے ہو کہ نقد ہے یا اُدھار۔ 3۔ اقساط کی مدت طے ہو۔ 4۔ ادائیگی قسط میں تاخیر کی صورت میں کوئی جرمانہ وصول نہ کیا جاتا ہو۔ 5۔ یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ قسط میں ادا کی جانے والی رقم کرایہ نہ ہو، بلکہ اصل قیمت کی ادائیگی ہو۔ ان شرائط کے ساتھ بینک سے قسطوں پر گاڑی خریدنا' جائز ہے۔

لیکن عام طور پر بینک ان شرعی شرائط کی پاسداری نہیں کرتے۔ اوّلاً تو مارکیٹ کی قیمت سے بہت زیادہ قیمت وصول کرتے ہیں جو "غبنِ فاحش" (واضح لوٹ مار) کے زمرے میں آتا ہے، نیز قسط کی ادائیگی کی تاخیر ہو جانے کی صورت میں جرمانہ وصول کرتے ہیں۔ جب کہ اسلامی بینکاری کے نام پر کام کرنے والے بینک جبری تبرع و صدقے کا التزام کرواتے ہیں، جس کی وجہ سے بھی عقد ناجائز ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔